ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم
تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی
محمد اختر رضا خان قادری ازہری

www.islamiurdubook.blogspot.com

www.islamiurdubook.blogspot.com
ہجرتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
تصنیف
قاضی القضاۃ فی الہند جانشین مفتی اعظم
تاج الشریعہ حضور علامہ مفتی
محمد اختر رضا خان قادری ازہری
www.islamiurdubook.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا

نام کتاب......
ہجرتِ رسول ﷺ

مصنف......
قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتی اعظم،
تاج الشریعہ، حضرۃ العلام مفتی،
محمد اختر رضا خان قادری ازہری دام ظلہ علینا

کمپوزنگ و ڈیزائنگ......
طیبہ اکیڈمی 0321-2949572

پروف ریڈنگ......
مفتی فضل سبحان قادری، فضل احمد اختر القادری

پیشکش......
بزم فیض رضا، گلبہار
0321-3817821

طباعت سوم
ربیع الاول 1429ھ
اپریل 2008ء

عرضِ ناشر

مرشد کریم حضور تاج الشریعہ حضرت مفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری دام ظلہٗ علینا کا پیش نظر رسالہ ''ہجرت رسول ﷺ'' کا موضوع اپنے نام سے ظاہر ہے۔ سیرت رسول ﷺ اور تاریخ اسلام کے اہم ترین واقعہ سے متعلق یہ رسالہ مختصر، جامع اور مستند تحریر ہے۔

رسالۂ ہٰذا کی ترتیب و تسہیل حضرت مولانا مفتی محمد عبدالرحیم صاحب نشتر فاروقی نے فرمائی ہے۔ یہ رسالہ ابتدا بریلی شریف، ہند سے شائع ہوا بعد ازاں 2004ء میں ادارۂ معارف نعمانیہ، لاہور نے شائع کیا۔ لیکن اب عدم دستیابی کے پیش نظر یہ رسالہ نئی کمپوزنگ کے ساتھ دوبارہ پیش خدمت ہے۔ اللہ رب کریم ہماری اس سعی کو قبول فرمائے اور تمام معاون احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین ﷺ

اراکین بزم فیض رضا، نگلبہار

خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مولانا
محمد یونس شاکر القادری رضوی مد ظلہ العالی

الحمد لک یارب العالمین
والصلوۃ والسلام علیک یاسید المرسلین
وعلی الک واصحابک یاخاتم النبیین

حق و باطل کی جنگ روز ازل سے جاری ہے اور تا ابد جاری رہے گی۔ حق کی فتح ہوتی رہی ہے اور حق ہی فاتح رہیگا باطل مٹ گیا اور مٹنا ہی اس کا مقدر ہے۔ تاریخ شاہد ہے حق کا کوئی علمبردار نہیں گزرا جس کی راہ میں باطل کے ریزہ خواروں نے رکاوٹیں نہ کھڑی کی ہوں، اس کے خلاف سازشیں نہ کی گئیں ہوں اسے ستایا نہ گیا ہو، اذیتیں نہ دی گئی ہوں، اسے مٹا دینے کی کوششیں نہ کی گئیں ہوں۔ یہ بھی نا قابل رد حقیقت ہے کہ جب اہل حق کے سردار، سید ابرار ﷺ نے اعلان حق فرمایا تو "بڑوں کی آزمائشیں بڑی ہوتی ہیں کہ مصداق" آپ ﷺ اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کو کس کس طرح نہیں ستایا گیا، کچھڑا ڈالنے اور جملے کسنے سے لے کر قتل کرنے اور زندہ وجود کا مثلہ کرنے (جسم کے اعضاء کاٹنے) تک کونسا ظلم ہے جو ان بیگناہوں پر نہیں ڈھایا گیا، کونسا ستم ہے جو ان مقدس جانوں پر نہیں آزمایا گیا، تاریخ "خبیب اور صہیب، بلال اور یاسر رضی اللہ عنہم" جیسے جانثاران حق کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔ خود سرکار ابد قرار ﷺ فرماتے ہیں: "جتنا میں راہ خدا میں ستایا گیا ہوں اتنا کوئی نہیں

ستایا گیا۔'' او کما قال النبی ﷺ

جب کفار و مشرکین کا ظلم و ستم نا قابل برداشت ہو گیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فرمان:

''جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝ '' [بنی اسرائیل:۸۱]......ترجمہ: حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔[کنز الایمان]

کے مطابق احقاق حق اور ابطال باطل کے لئے ہجرت کا حکم فرمایا۔ کریم آقا ﷺ کا مکہ مکرمہ سے انتہائی بے سرو سامانی کے عالم میں تشریف لے جانا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حد درجہ بیکسی اور بے بسی کے عالم میں حبشہ اور مدینہ طیبہ چلے جانا، یہ وہ حالات تھے کہ کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ یہ مٹھی بھر مجبور و لاچار، غریب الوطن مسلمان ایک دن مدینہ طیبہ سے اتنے طاقتور ہو کر نکلیں گے کہ صرف کفار مکہ ہی نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ جیسی عالمی طاقتیں بھی ان کے پیروں تلے روندی جائیں گی اور دنیا کے اکثر حصہ پر حکومت ان کی ہوگی۔

ہجرت رسول ﷺ نہ صرف تاریخ اسلام بلکہ تاریخ عالم کا انتہائی اہم ترین گوشہ ہے، تاریخ حق و باطل کا وہ روشن باب ہے جس کے بغیر حق کی تاریخ نامکمل ہے۔ زیر نظر رسالہ ''ہجرت رسول ﷺ'' مرشد کریم، قاضی القضاۃ فی الہند، جانشین مفتی اعظم، حضور تاج الشریعہ، حضرۃ العلام مفتی شاہ محمد اختر رضا خان قادری ازہری دامت برکاتہم العالیہ کی تصنیف ہے۔ اپنے موضوع پر ایمان افروز اور انوکھی تحریر ہے۔ اللہ کریم ہمیں اسوۂ رسول ﷺ پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

خاکپائے تاج الشریعہ
محمد یونس شاکر القادری
۲۸ / صفر المظفر ۱۴۲۹ھ / 7 / مارچ 2008ء

حضرت علامہ مولانا مفتی
محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی
مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف، ہند

تاریخ اسلام میں ہجرت رسول ﷺ ایک انقلاب آفریں موڑ ہے جس کے بعد اسلام شاہراہ ترقی پر گامزن ہوگیا اور یکے بعد دیگرے فتوحات اسلامیہ کا وہ سلسلہ شروع ہوا جسے دیکھ کر اقوام عالم کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں، دیکھتے ہی دیکھتے قیصر وکسریٰ جیسی ناقابل تسخیر تصور کی جانے والی سلطنتوں پر اسلامی پرچم اپنی سرمدی شان کے ساتھ لہرانے لگا۔

ہجرت رسول ﷺ سے جہاں ہمیں اسلام کی خاطر پیہم مصیبتوں کا بار برداشت کرنے کا درس ملتا ہے وہیں حضور ﷺ سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مثالی عشق کا سبق بھی ملتا ہے۔ جس نے کسی موڑ پر انہیں رسول ﷺ کے لئے اپنی پیاری جانوں کا نذرانہ پیش کرنے سے منحرف نہ ہونے دیا اور نہ ہی جادۂ عشق سے سرمو بھٹکنے دیا۔

آج ضرورت اس بات کی داعی ہے کہ سیرت رسول ﷺ کا ہر ہر گوشہ ہماری آنکھوں کے سامنے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا ہر ہر کردار ہمارے ذہن کے نہاں خانوں میں رچا بسا ہوتا کہ اس پرفتن دور میں ہم دین، دنیا دونوں سنوار سکیں۔

زیر نظر رسالہ "ہجرت رسول ﷺ" سیدی مرشدی تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج الشاہ المفتی محمد اختر رضا خان قادری ازہری بریلوی دام ظلہ العالی کا اپنی نوعیت کا اچھوتا اور دل پذیر رسالہ ہے، جسے آپ نے بہت عرصہ پہلے تحریر فرمایا تھا مگر کسی وجہ سے طبع ہونے سے رہ

گیا۔ خداوند قدوس کا ہزار ہا شکر ہے کہ دارالافتاء کی جدید کاری کے دوران یہ رسالہ راقم کے ہاتھ لگ گیا جسے راقم اپنی خوش بختی تصور کرتے ہوئے ترتیب اور تسہیل کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

مولائے کریم اس رسالہ کو عوام کے لئے نفع بخش اور راقم کے لئے نجات اخروی کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین وعلی آلہ اصحابہ اجمعین

احقر محمد عبدالرحیم نشتر فاروقی غفرلہ
یکے از خدام حضور تاج الشریعہ و مرکزی دارالافتاء بریلی شریف

www.islamiurdubook.blogspot.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی اٰلِہِ الْکِرَامِ وَاَصْحَابِہِ الْعِظَامِ ○

جب حضور سرور عالم، نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اہل مدینہ سے اپنی نصرت وحمایت پر بیعت تمام فرما چکے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکی اصحاب کو مکہ میں رہنا اور مشرکین کی ایذائے بیکراں کو سہنا دشوار ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی زبان فیض ترجمان پر مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی رخصت عطا فرمائی۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ، فرماتی ہیں کہ:

"جب مشرکین مکہ کی اذیت مسلمانوں کے لئے بڑھی تو مسلمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حضور شاکی ہو کر اذنِ ہجرت کے طالب ہوئے۔"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"مجھے تمہاری ہجرت گاہ دکھائی گئی وہ سرزمین کھجور کے درختوں والی دو سنگستانوں کے درمیان واقع ہے۔"

پھر چند دن توقف فرمانے کے بعد اپنے صحابہ میں خوش وخرم رونق افروز ہوئے اور فرمایا:

"مجھے تمھاری جائے ہجرت بتا دی گئی سنو وہ "یَثْرِبْ" [1] ہے کہ جو مکہ سے نکلنا چاہے نکل جائے۔"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس فرمان کے بعد لوگ مکہ سے ٹکڑیوں میں

[1] "یثرب" مدینہ طیبہ کا بعثت نبوی سے پہلے کا نام ہے، جس کا معنی ہے "بیماریوں کی جگہ" حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے "طیبہ" کا نام عطا فرمایا اور یثرب کہنے سے ممانعت فرمائی لہٰذا اب مدینہ منورہ کو یثرب کہنا جائز نہیں۔ ۱۲ منہ (فاروقی)

خفیہ طور پر نکلے اور مدینہ کو چل پڑے مگر سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلانیہ ہجرت کی اور کفارِ مکہ سے کوئی انہیں نہ روک سکا نہ انہیں ایذا دینے کی کسی کو مجال ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کے بھائی زید بن الخطاب نے بھی ہجرت فرمائی۔ ❶

اب مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ابوبکر صدیق اور علی مرتضیٰ ہی رہ گئے، پھر جب قریش نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو مدینہ والوں کی حمایت مل گئی اور ساتھی مل گئے، جن کے شہر کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قصد فرما رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب "مہاجرین" مکہ سے نکل کر ان سے جا ملتے ہیں تو انہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مکہ کے باہر جانے سے اندیشہ ہوا، قریش "دار الندوہ" جو قصیٰ بن کلاب کا گھر تھا، میں مشورہ کو اکٹھے ہوئے اور قریش ہر کام اسی "دار الندوہ" میں کرتے اور اسی میں مشورہ کرتے تھے اور مشورہ میں بیٹھنے والوں نے دوسروں کو اس گھر میں قدم نہ رکھنے دیا کہ کہیں کوئی ہاشمی "دار الندوہ" میں نہ آ جائے، کہ ان کی سازش سے واقف ہو۔

یہ لوگ بقول ابن درید پندرہ (۱۵) تھے اور ابن دحیہ کے بقول سو (۱۰۰) تھے اور جب یہ لوگ مشورہ کو بیٹھ چکے، شیطان ان میں بڑے "بوڑھے نجدی" کے بھیس میں نمودار ہوا، ہاتھ میں ٹیڑھی لاٹھی، جس کے بل جھک کر کھڑا ہوا، اونی جبہ پہنے، سر پر ہری ٹوپی، سبز چادر اوڑھے "دار الندوہ" کے دروازے پر کھڑا ہوا۔ تو جب اسے دیکھا بولے:

"آپ کون بزرگ ہیں؟" ...... وہ بولا: "نجد کا ایک بوڑھا، تمہاری بات، جس کیلئے تم جمع ہو، سنی تو تمہارے ساتھ تمہاری بات سننے کو حاضر ہو گیا اور توقع ہے کہ تم اسکی رائے اور خلوص سے محروم نہ رہو گے اور اگر میرا ساتھ بیٹھنا ناپسند کرو تو تم لوگوں میں نہ بیٹھوں۔" ...... تو قریش باہم ایک دوسرے سے بولے: "یہ آدمی نجد کا ہے مکہ کا نہیں، تو اسکی حاضری تمہارا کچھ نہ بگاڑے گی۔"

---

❶ عمر زرقانی نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے حضرت زید کی بابت فرمایا کہ انہوں نے دو (۲) نیکیوں میں مجھ سے سبقت کی، مجھ سے پہلے ہجرت کی اور مجھ سے پہلے شہید ہوئے۔ ذکرہ فی شرح المواھب۔ ۱۲ منہ (فاروقی)

اب اپنی بات کرنے لگے، تو قریش باہم بولے:

''اس شخص (یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کا جو معاملہ ہوا اور ہم خدا کی قسم اس کے پیروکاروں کی معیت میں اس کے حملہ سے بے خوف نہیں تو ان کے بارے میں کوئی رائے پختہ کرو۔''

تو ابوالبختری ابن ہشام (اور ایک روایت میں ہے کہ ہشام بن عمرو) بولا میری رائے یہ ہے کہ:

''انہیں ایک گھر میں بند کر دو اور خوب کس کر باندھو اور گھر کو ہر چہار جانب سے بند کر دو، بس ایک روشن دان کھلا رکھو، جس سے کھانا پانی ڈالتے رہو اور ان کی موت کا انتظار کرو تو یہ اپنے پیشرو شعراء ''زہیر'' و ''نابغہ '' کی طرح (معاذ اللہ) ہلاک ہو جائیں گے۔''

اس پر وہ دشمن خدا شیخ نجدی چیخا اور بولا:

''یہ تمھاری بہت بری رائے ہے۔ خدا کی قسم اگر تم نے انہیں مقید کر دیا تو ان کی خبر ان کے اصحاب کو ہو جائے گی، تو وہ حملہ کر کے انہیں تم سے چھڑا لیں گے۔''

قریش بولے: ''بڈھے نے سچ کہا۔''

اور ہشام (اور ایک روایت میں ہے کہ) ابوالبختری نے کہا کہ:

''میری رائے ہے کہ انہیں اونٹ پر سوار کرو اور اپنے شہر سے نکال دو تو ان کے کام سے تمہارا کچھ نہ بگڑے گا اور تم چین سے ہو جاؤ گے۔''

تو نجدی بڈھا بولا:

''خدا کی قسم یہ تمہارے نفع کی بات نہیں۔ کیا تم ان کی بات کے حسن اور بولی کی مٹھاس اور لوگوں کے دلوں کو اپنے کلام کے ذریعے قابو میں کرنے سے بے خبر ہو تو خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا تو اس سے بے غم نہ ہو گے کہ وہ عرب کے کسی قبیلے پر اپنی باتوں سے اثر انداز ہو، تو وہ اس سے بیعت کر لیں، پھر وہ انہیں لے کر چلا آئے اور وہ تمہیں روند ڈالیں۔''

بولے!...... "بڈھا خدا کی قسم سچ بولا"

تو ابو جہل بولا:...... "میری ایک رائے ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اب تک اس کو پہنچے ہو۔"...... وہ بولے: "وہ رائے کیا ہے؟"...... ابو الحکم [1] بولا: "میری رائے یہ ہے کہ ہم ہر قبیلہ سے تندرست جوان، صبر آزما، نسب و فضیلت والا لیں پھر ہر جوان کو شمشیر آبدار دے دیں پھر وہ سب اسکی جانب بڑھیں تو وہ سب ایک ہو کر اس پر وار کریں اور اسے قتل کردیں تو ہم اس سے نجات پا جائیں اس لئے کہ وہ جوان جب یہ کام کر گزریں گے۔ تو ان کا خون قبائل میں پھیل جائے گا تو ہاشمی سب سے جنگ نہ کرسکیں گے تو ہم سے دیت پر راضی ہو جائیں گے۔"

شیخِ نجدی ملعون بولا:

"بات تو اس جوان نے کہی اور تم میں اسی کی رائے اچھی ہے اور تمہارے لئے اس سے بہتر میں نہیں جانتا۔"

تو سب ابو جہل کی رائے پر متفق دلوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قتل کا ارادہ پختہ کئے اپنے اپنے گھروں کو چل دیے، تو سیدنا جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ان باتوں سے خبردار کیا اور عرض کی:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم آج رات اپنے بستر پر استراحت نہ فرمائیں اور اب اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ سے باہر تشریف لے جانے کا اِذن دیا۔"

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حکم فرمایا کہ وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے بستر اقدس پر سو جائیں، تو علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواب گاہ میں سوئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"میری چادر اوڑھ لو، تمہیں ہرگز کوئی ناپسندیدہ بات نہ پہنچے گی۔"

[1] یہ ابو جہل کی کنیت تھی جسے بدل کر حضور نے "ابو جہل یعنی جاہلوں کا باپ" فرما دیا۔ ۱۲ ارمنہ (فاروقی)

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا شانۂ اقدس سے باہر آئے اور دستِ اقدس میں مٹھی بھر خاک لی اور کافروں کی آنکھوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے سے اللہ تعالیٰ نے اندھا کر دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انکے سروں پر خاک ڈالتے جاتے اور یہ آیتیں پڑھتے جاتے:

یٰسٓ ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴﴾ تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾ لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾ اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿۸﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۹﴾

(سورۂ یٰس، پارہ ۲۲، آیت ۱ تا ۹)

ان آیتوں کا سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں ترجمہ فرمایا:

"حکمت والے قرآن کی قسم! بیشک تم سیدھی راہ پر بھیجے گئے ہو، عزت والے مہربان کا اتارا ہوا، تاکہ تم اس قوم کو ڈر سناؤ جسکے باپ دادا نہ ڈرائے گئے، تو وہ بے خبر ہیں بے شک ان میں اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے ہم نے انکی گردنوں میں طوق کر دیے ہیں کہ وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے اور ہم نے ان کے آگے دیوار بنادی اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا تو انہیں کچھ نہیں سوجھتا۔"

(کنز الایمان)

یہ آیتیں کفارِ مکہ کی اس وقت کی حیرت و پریشانی، خشیت و بے سرو سامانی با آں {باوجود} ساز و سامان ظاہری کا منظر دکھا رہی ہیں اور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم

کے اس موقعہ پر ان آیات مذکورہ تلاوت کرنے سے بعید نہیں کہ یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ آیات اسی موقعہ اورانہیں کافروں کے سبب نازل ہوئیں اگرچہ عموم لفظ ہر کافر کو شامل: فان العبرة لعموم الفظ لالخصوص السبب کما صرحوا.

یہاں سے ظاہر ہوا کہ بزرگان دین سے جونسبت رکھتے ہیں، وہ بطور تبرک ہے اوراس سے دفعِ بلا وحصولِ برکت ہوتا ہے۔ نیز یہاں سے یہ بھی واضح ہوا کہ دفعِ بلا کے لئے قرآنِ عظیم کی آیات کی تلاوت جائز ہے اور حضرت ابن ابی اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کی کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ''یٰسٓ شریف '' کے بارے میں ارشاد فرمایا:

''اگر ڈرنے والا یہ آیات پڑھے بےخوف ہو اور اگر بھوکا پڑھے تو سیر ہو جائے۔''

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ہجرت کی خبر دی اورانہیں حکم فرمایا کہ وہ مکہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہجرت کے بعد ٹھہریں کہ لوگوں کی امانتیں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس تھیں ادا کریں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس امانتیں آپ کی سچائی اور دیانت داری کی وجہ سے رکھی جاتی تھیں۔

مشرکین نے رات یوں کاٹی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے بستر اقدس پر سوئے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چوکسی کرتے رہے اور انہیں گمان یہ تھا کہ وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ہیں۔ اسی حال میں ان کے پاس کوئی، جو اُنکے ساتھ نہ تھا، آن کر بولا:

''یہاں کیا انتظار کر رہے ہو؟''

وہ بولے:

''محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کی راہ دیکھتے ہیں۔''

اس نے کہا:

''اللہ تعالیٰ نے تمہیں ناامید کیا، خدا کی قسم! وہ تو تمہارے سامنے سے گئے اور تم میں کسی کو نہ چھوڑا جس کے سر پر خاک نہ ڈالی ہو۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ:

"جس کو اس دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کنکری مل گئی وہ جنگ بدر میں حالت کفر میں مارا گیا۔"

اس واقعہ کا ذکر قرآن عظیم کی اس آیت کریمہ میں ہے:

وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ﴿۳۰﴾

(سورۂ انفال، پارہ: ۹، آیت: ۳۰)

میرے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ان آیات کا ترجمہ یوں فرمایا:

"اور اے محبوب یاد کرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر" (کنزالایمان)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم بلاناغہ صبح یا شام کو ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لاتے تھے تو جب وہ دن آیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ہجرت کا اذن فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم ہمارے پاس دوپہر کے وقت تشریف لائے، ایسی ساعت میں جس میں تشریف آوری کی عادت نہ تھی تو جب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو سوچا ضرور کوئی بات ہوئی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اس وقت تشریف لائے ہیں تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام داخل ہوئے، ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے پلنگ سے اٹھ گئے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے تشریف رکھی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس میرے اور

میری بہن اسماء (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے سوا کوئی نہ تھا۔" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا: "میرے پاس سے ان کو نکال دو جو تمھارے پاس ہیں۔" تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی:...... "اے اللہ کے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم)! یہ تو میری بیٹیاں ہیں۔"......اور بخاری کی روایت میں ہے: "یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل ہی تو ہیں اور ماجرا کیا ہے؟ میرے ماں باپ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) پر قربان۔" ❶...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے مجھے مکہ سے باہر جانے اور ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے۔" ❷...... ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: "میں بھی ساتھ چلوں؟"...... حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "ہاں"

حاشیہ "جمل ہجریہ" میں ہے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا:

"تو حضور علیہ السلام میری ایک اونٹنی لے لیں، اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت سے چھ (۶) ماہ پہلے دو (۲) اونٹنیاں خریدی تھیں تو انہیں چارہ دیتے رہے اس انتظار میں کہ ہجرت کی ساعت آئے تو ان پر سوار ہو کر مکہ سے باہر تشریف لے چلیں، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اسے بقیمت لینا منظور فرمایا اور چار سو درہم پر اسے خرید لیا۔ یہ اونٹنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے پاس رہی، اس کی موت حضرت ابوبکر کے دورِ خلافت میں ہوئی۔"

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے ہر دو عازمانِ ہجرت سامانِ سفر لے

---

❶ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی کلمہ سے مخاطب فرماتے تھے جس سے ظاہر کہ صحابۂ کرام، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غایت درجہ تعظیم فرماتے تھے۔ ۱۲ منہ (فاروقی)

❷ اذنِ ہجرت میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا۝

یعنی "اور یوں عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے سچی طرح داخل کر (مدینہ میں) اور سچی طرح باہر لے جا (مکہ سے) اور مجھے اپنی طرف سے مددگار غلبہ دے۔ ۱۲ منہ

کر شب جمعہ کو باہر تشریف لائے اور راتوں رات غارِ ثور پہنچے تو اس میں باقی شب گزاری اور ہفتہ کی شب اور اتوار کی شب اسی میں رہے اور دوشنبے (پیر) کی شب کو اس غار سے باہر آئے اور مدینہ میں دوشنبہ کے دن پہنچے یوں ان کی مدتِ سفر آٹھ (۸) دن ہوئی، اور قریش جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جستجو میں لگے تو مکہ کا ہر بلند و پست مقام چھان مارا اور ہر جانب میں لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے بھیج دیئے تو جو "ثور" کی جانب گیا تھا اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نشانِ قدم وہاں پایا تو وہ اس پہ چلتا رہا یہاں تک وہ نشاں غارِ ثور تک ختم ہو گیا اور کفار کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مکہ کے باہر تشریف لے آنا بہت ناگوار ہوا، وہ اس سے بہت گھبرائے اور انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پھیر (واپس) لانے والے کے لئے سو (۱۰۰) اونٹ کا انعام رکھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب غار میں جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ نے اس پر ببول کا پیڑ اُگا دیا جس نے لوگوں کی نظروں سے غار کو روک لیا اور اللہ تعالیٰ نے دو جنگلی کبوتر بھیجے جو وہاں پر آ کے ٹھہر گئے اور روایات میں آیا ہے کہ ان دونوں نے وہاں انڈے دیئے اور کہتے ہیں کہ حرم مکہ کے سب کبوتر انہی دو کبوتروں کی نسل ہیں، اور مکڑی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے غار کے بالائی حصہ پر جالا بن دیا، اور قریش کے جوان اپنے ہتھیار لئے پہنچے اور ان میں سے کچھ وہاں غار میں دیکھنے لگے، تو انہیں دو کبوتر ہی دکھائی دیئے، تو انہیں علم ہو گیا کہ غار میں کوئی نہیں ہے، اور کسی نے کہا کہ:

"اس غار میں گھس جاؤ۔"

تو اُمیہ بن خلف علیہ ما علیہ بولا:

"اس غار میں تمہارا کیا دھرا ہے؟ اس میں تو ایک مکڑی ہے جو محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) کی پیدائش سے بھی پہلے کی ہے۔"

بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

''میں نے غار سے مشرکین مکہ کے پیر دیکھے، میں نے عرض کی: ''یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! ان میں کا کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر کرے تو ہم کو ضرور دیکھ لے گا۔''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''ابوبکر تم ان کی بابت کیا گمان کرتے ہو جن کا تیسرا اللہ ہے۔''

یعنی مطلب یہ کہ گھبراؤ مت اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہے۔ ایک دوسری روایت میں یوں آیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''اے اللہ ان کی آنکھیں اندھی کردے تو ان کی آنکھیں غار میں داخل ہونے سے اندھی ہوگئیں''

امام علامہ بوصیری علیہ الرحمۃ نے قصیدہ بردہ شریف کے ذیل کے اشعار میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے:

وما حوی الغار من خیر ومن کرم　　وکل طرف من الکفار عنہ عمی

غارِ ثور کیسی خیر و کرامت کو لئے ہوئے تھا، اور کافروں کی ہر نظر ان سے اندھی تھی۔

فالصدق فی الغار و الصدیق لم یرما　　وھم یقولون ما بالغار من ارم

تو رسولِ صدق ﷺ اور صدیق رضی اللہ عنہ غار ہی میں رہے، اور کافر یہ کہ کر رہ گئے کہ غار میں کوئی نہیں۔

ظنوا الحمام و ظنوا العنکبوت علی　　خیر البریۃ لم تنسج ولم تحم

انہیں یہ گمان ہوا کہ کبوتری، حضور بہترین خلائق ﷺ پر نہ منڈلاتی، نہ مکڑی نے ان کی جلوہ گاہ پر جالا بنا۔

وقایۃ اللہ اغنت عن مضاعفۃ　　من الدروع وعن عال من الاطم

یہ اللہ کا بچاؤ تھا جس نے سپاہیوں کی کثرت اور بلند قلعوں سے بے نیاز رکھا۔

عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی کم سنی کے باوجود رات کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس قریش کی خبریں لاتے پھر پچھلی شب میں ان کے پاس سے چلے جاتے اور مکہ میں یوں صبح کرتے، جیسے مکہ ہی میں رات گزارتے ہوں اور

عامر بن فُہیرہ (فُہَیْرَہ) ❶ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اُن دونوں کے پاس ہر دن دودھ لاتے اور مدینہ طیبہ کا راستہ بتانے کے لئے دونوں حضرات نے عبداللہ بن اریقط ❷ کو مزدوری پر رکھا، اور دونوں نے اپنی اونٹنیاں اس کو دے دیں اور تین راتوں کے بعد غارِ ثور پر اسے ملنے کا وعدہ فرمایا۔

عبداللہ بن اریقط وہاں ان کے پاس آیا اور دونوں حضرات غار سے باہر آئے اور چل دیئے اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ اور ان لوگوں نے سمندر کا راستہ لیا ابھی یہ لوگ راستہ ہی میں تھے انہیں گرفتار کرنے کی غرض سے سراقہ بن مالک آ گئے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زمین کو حکم دیا کہ ان کو پکڑ لے، تو ان کے گھوڑے کے دونوں پیر گھٹنوں تک زمین میں پھنس گئے حالانکہ زمین سخت تھی، تو سُراقہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے امان مانگی تو گھوڑا اس آفت سے چھوٹا۔ اب سُراقہ حاضر خدمت ہوئے اور رختِ سفر اور ساز وسامان پیش کیا جو قبول نہ ہوا، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اصحاب نے سراقہ سے کہا: ”ہمارے معاملہ کو مخفی رکھنا۔“ اس کے بعد سراقہ وہاں سے لوٹے، راستہ میں جو بھی ملتا اسے پھیر (لوٹا) دیتے اور کہہ دیتے کہ:

”میں نے تمام راستہ چھان ڈالے مگر کسی کو نہ پایا۔“ ❸

امام بوصیری نے ”قصیدۂ ہمزیہ“ کے اشعار ذیل میں اس واقعہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ:

ونحا المصطفیٰ المدینۃ واشتاقت — الیہ من مکۃ الانحاء

مصطفیٰ ﷺ مدینہ کو چلے اور مکہ کے اطراف، مصطفیٰ ﷺ کے مشتاق ہوئے۔

وتغنت بمدحہ الجن حتی — اطرب الانس منہ ذاک الغناء

اور مصطفیٰ ﷺ کی مدحت کے ترانے جنوں نے اس قدر گائے، کہ اس سے انسان مست ہو گئے۔

واقتفی اثرہ سراقۃ فاستھوتہ — فی الارض صافن جرداء

اور سراقہ (رضی اللہ عنہ) نے ان کا پیچھا کیا تو زمین میں ان کے تیز رفتار گھوڑے نے انہیں پھنسا دیا۔

ثم ناداہ بعدما سیمت الخسف — وقد ینجد الغریق النداء

❶ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام ❷ عبداللہ بن ارقط کا اسلام لانا معلوم نہ ہوا۔ (فاروقی)

❸ مسئلہ: ظالم کو دفع کرنے اور اپنا حق حاصل کرنے کیلئے پہلودار بات جس کا ظاہر جھوٹ ہو بولنا جائز ہے۔ اسی طرح صلح اور جنگ کے موقع پر بھی بظاہر جھوٹ بولنا جائز ہے۔ ۱۲ رحمۃ

پھر سراقہ (رضی اللہ عنہ) نے حضور ﷺ کو پکارا، بعد اس کے کہ گھوڑا زمین میں دھنسنے کے قریب تھا اور بے شک غریق کو پکارنا بچا لیتا ہے۔

"مواھب اللدنیہ" میں ہے حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ:

"ہمارے پاس قریش کے کچھ لوگ آئے ان میں ابوجہل بھی تھا اس نے مجھ سے پوچھا".... "تمھارے باپ کہاں ہیں؟".... میں بولی: "خدا کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ میرے باپ کہاں ہیں۔".... بے شرم ابوجہل نے ہاتھ اٹھایا اور میرے چہرے پر طمانچہ مارا جس سے میرا بندہ گر پڑا، جب یہ لوگ چلے گئے اور ہمیں معلوم نہ ہو سکا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کہاں ہیں، تو ہمارے پاس جنوں میں سے ایک جن آیا جو ہمیں نظر نہ آتا تھا صرف آواز آتی تھی، وہ یہ اشعار پڑھتا تھا:

جزی اللّٰہ رب الناس خیر الجزائہ   رفیقین حلاخیمتی ام معبد

اللہ لوگوں کا رب بہترین جزا دے، ان دو ساتھیوں کو جو ام معبد کے خیمے میں مہمان ہوئے۔

ھمانزلا بالبر ثم ترحلا   فافلح من امسی رفیق محمد

وہ نیکی کے ساتھ نازل ہوئے، پھر وہاں سے رخصت ہوئے، تو کامیاب ہو وہ جو محمد ﷺ کا دوست ہو گیا۔

فیالقصی مازوی اللہ عنکم   بہ مافعال لاتجازی وسودد

تو قریش تم پر تعجب ہے اللہ نے کیسا کرم بے نظیر اور کیسی شرافت تم سے دور کر دی (یعنی تمہارے شہر سے کرم والے نبی بے مثل محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ہجرت فرمائی)

لیھن بنی کعب مکان فتاتھم   ومقعدھا للمومنین بمرصد

بنو کعب کو ان کا مرتبہ اور اس کا مسلمانوں کے مکان کی نگہبانی کو بیٹھنا مبارک ہو۔

سلوا اختکم عن شاتھا واناءھا   فانکم ان تسألوا الشاۃ تشھد

اپنی بہن سے اس کی بکری اور اس کے برتن کا قصہ پوچھو تو تم اگر اس بکری سے پوچھو گے تو وہ گواہی دے گی۔

دعاھا بشاۃ حائل فتحلبت   لہ بصریح ضرۃ الشاۃ مزبد

حضور ﷺ نے اس عورت کی بکری جو حاملہ نہ تھی بلائی اور اسے دوہا تو خالص جھاگ والے دودھ کی دھار اس کے تھن سے نکل پڑی۔

فغادرھا رھنا لدیھا الحالب　　　یرددھا فی مصدر ثم مورد

پھر اس بکری کو حضور ﷺ نے دوہنے والے کیلئے چھوڑ دیا جو اسے بار بار دوہتا رہا۔

راہ ہجرت میں بہت سے عجیب وغریب واقعات ہوئے ازاں جملہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا گزر اپنے رفیقوں کے ساتھ ام معبد خزاعیہ کے خیمہ سے ہوا اور ان کی عادت یہ تھی کہ مسافروں کو کھلاتی پلاتی تھیں اور اس سال قحط تھا تو رفقاء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے گوشت یا دودھ مول لینے کا ارادہ کیا تو انہیں کچھ نہ ملا۔

اچانک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی نظر مبارک ایک بکری پر پڑی جسے کمزوری و لاغری نے بکریوں کے ساتھ چرنے کے قابل نہ رکھا تھا، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے "ام معبد" سے پوچھا:

"کیا اس بکری کے دودھ ہے؟"......وہ بولی: "یہ بکری دودھ دینے کے قابل کہاں!"......حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "کیا اسے دوہنے کی مجھے اجازت دیتی ہے؟"......عرض کیا!......"جی ہاں"

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بکری اور برتن طلب فرمایا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اسے باندھا اور اس کے تھن پر بسم اللہ پڑھ کر دست اقدس پھیرا تو وہ دودھاری ہوگئی۔ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوہا اور لوگوں کو دودھ پلایا اتنا کہ سیر ہوگئے، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب کے بعد خود نوش فرمایا پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے دوبارہ دوہا اور چھوڑ دیا۔ یہ بکری صبح وشام ان لوگوں کو دودھ دیتی رہی یہاں تک کہ خلافت فاروقی میں مرگئی۔

زمخشری نے "ربیع الابرار" میں حضرت ہند بنت الجون سے روایت کیا کہ:

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم، انکی خالہ ام معبد کے خیمے میں مہمان ہوئے تو

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے پانی طلب فرمایا اور دست اقدس دھوئے، دہن اقدس میں پانی لے کر جھڑبیری کے پیڑ، جو خیمے کی جانب میں تھا میں کلی فرمادی، تو صبح کیا دیکھتے ہیں کہ وہ پیڑ بہت بڑا ہو گیا اور بڑا پھل لایا جس میں ''کسم'' ❶ کی رنگت اور عنبر کی خوشبو اور شہد کا ذائقہ تھا جو بھوکا اسے کھاتا سیر ہو جا تا اور جو پیاسا کھاتا سیراب ہو جاتا اور جو مریض کھاتا اچھا ہو جاتا اور جو اونٹ یا بکری اس کے پتے کھاتے ان کا دودھ چھلکنے لگتا تو ہم نے اس کا نام ''مبارکہ'' (یعنی برکت والا پیڑ) رکھا، دیہات سے لوگ اس سے شفا لینے کو آتے اور اس کے پھل، پتے ہمراہ لے جاتے۔ پھر ہم نے ایک دن صبح کو دیکھا کہ اس کے پھل جھڑ گئے اور پتے چھوٹے ہو گئے تو ہم گھبرائے تو ہمیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر وفات ہی نے چونکا دیا، پھر تیس (۳۰) برس بعد اوپر سے نیچے تک ایک خار دار درخت ہو گیا اور اس کے پھل بالکل جھڑ گئے اور تازگی رخصت ہو گئی تو ہمیں امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، پھر اس میں پھل نہ آئے اور ہم اس کی پتیوں سے سودمند ہوتے تھے، پھر ایک صبح کو کیا دیکھا کہ اس کے تنے سے گاڑھا خون جاری ہے اور پتیاں مرجھا گئی ہیں۔ تو ابھی ہم وحشت زدہ ورنجیدہ ہی تھے کہ ہمیں حضرت حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کی خبر ملی اور وہ پیڑ اس واقعہ کے بعد خشک ہو کر ختم ہو گیا۔'' ❷

''مواھب اللدنیہ'' میں ہے کہ:

''ام معبد کے شوہر ابو معبد نے دودھ دیکھا تو انہیں تعجب ہوا! بولے: ''اے ام معبد! یہ کیا ہے؟ اور یہ تمہیں کہاں سے ملا؟''......وہ بولیں: ''خدا کی قسم! اس کے سوا کچھ نہیں کہ مبارک شخص ہمارے گھر آیا اس کا یہ کرشمہ ہے۔''......ان کے

❶ کرڑ کا پھول جس سے شہاب (نہایت سرخ رنگ) نکلتا ہے اور اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں۔ فیروز اللغات

❷ مگر عجیب بات ہے کہ یہ قصہ بکری کے قصہ کی طرح مشہور نہ ہوا، تو ظاہر ہے جب زمخشری نے اس حدیث کو روایت کیا ہے تو اس کی ذمہ داری بھی انہیں پر عائد ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

شوہر بولے: ''ان کا حلیہ بیان کرو، اے ام معبد!'' ......وہ بولیں: ''میں نے ایک حسین اور چمکدار چہرے والا، خوش اخلاق، نہ اس میں لاغری کا عیب نہ کوتاہی سر کا نقص، جمیل وخوبرو، ان کی آنکھیں خوب سیاہ، سرگیں بھنویں دراز وباریک ملی ہوئیں، پلکوں کے بال گھنے، گردن درازی و بلندی لئے ہوئے، ریش مبارک معتدل اور گھنی، لہجہ نرم مٹھاس لئے ہوئے، جب بولیں تو اپنے ہم نشینوں پر بلند ہوں، چہرہ نمایاں پر رونق و رعب دار ہو، کلام فیصل نہ قلیل کہ مخل ہو نہ کثیر کہ اکتا دے، نہ دراز قد کہ دیکھنے والا انہیں برا جانے نہ پست قد کہ کوئی ان سے نظر پھیر لے (بلکہ میانہ قد) لوگوں کے مخدوم، جاں نثاروں کے جمگھٹ والے، نہ تیور چڑھائے ہوئے، تو وہ بولے خدا کی قسم یہ تو قریش کے نبی تھے، اگر میں انہیں دیکھتا تو ان کے پیچھے چل دیتا۔''

علامہ قسطلانی کے الفاظ یہ ہیں:

فلمارأ ى أبو معبد اللبن عجب وقال ما هذا ا يا أم معبد؟انى لك هـذا وا شاة عا رب حيا ل و لا حلو ب في البيت فقا لت لا والله الا انه مر بنا ر جل مبا رک من حا له كذاوكذا فقا ل صفيه يا أم معبد ؟ فقا لت رأيت رجلا ظا هر الو ضاء ةمليح الوجه حسن الخلق لم تعبه ثجلة ولم تز ربه صلعة وسيم قسيم في عينيه دعج وفي اشفاره وطف وفي صو ته صحل أحو ر أكحل أزج أقر ن شديد سواد الشعر في عنقه سطع وفي لحيته كثا ثة اذا صمت فعليه الوقار و اذاتكلم سماوعلاه البهاء وكان منطقه خر زات نظمن يتحدون حلو المنطق فصل لا نزر ولا هذر أجهر الناس وأجمله من بعيد وأحلا ه وأحسنه من قريب ربعة لا تشنؤه من طول ولا تقتحمه عين من قصر غصن بين غصنين فهو أنضر الثلا ثة و

أحسنهم قدراله رفقاء يحفون به اذا قال استمعو لقوله واذا أمرتبا دروا الي أمره محفود محشو دو لا عابس ولا مفند فقال هذاوالله صاحب قريش لورأيته لا تبعته "

"سیرۃ حلبی" میں ہے کہ:

"ام معبد نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرمائی، اسلام لائیں اور انھیں کی طرح ان کے شوہر اور ان کے بھائی نے بھی ہجرت کی اور اسلام لائے، ام معبد کا گھرانہ تاریخوں کا شمار حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ورودِ مسعود سے کرتا تھا۔"

ادھر مدینہ کے نادیدہ عاشقانِ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم آپ کی آمد آمد کی خبر سن کر ایسے مشتاق دیدار ہوئے کہ ہر روز مدینہ سے کچھ دور نکل کر دوپہر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی راہ دیکھتے تو ایک دن انتظار کے بعد اپنے گھروں کو لوٹ رہے تھے کہ اچانک ایک یہودی جو کسی بلند جگہ پر چڑھا ہوا تھا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو آتے دیکھ رہا تھا پکار اٹھا، یہ تمہارا نصیب ہے اے بنی قیلہ (یعنی اوس وخزرج) تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے استقبال کو ہتھیار لئے نکل پڑے۔

"علامہ قسطلانی" فرماتے ہیں:

"ولما سمع المسلمون بالمدينةخروج رسول الله ﷺ من مكة فكانوا يغدون كل غداالي الحرة ينتظرونه حتي يرد هم حر الظهيرةفا نقبو ايوما بعد ماأ طالو اانتظارهم فلماأووالي بيوتهم أو في رجل من يهود علي أطم من آطامهم لا مر ينظر اليه فبصر برسول الله ﷺ واصحابه يزول بهم السراب فلم يملك اليهودي نفسه فنادي باعلي صوته :يا بني قليةهذا جدكم أي حظكم ومطلوبكم قدأقبل،فخرج اليه بنو قيلةرهم الاوس والخزرج سراعابسلاحهم فتلقوه فنزل بقباء علي بني عمروبن عوف"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقام قباء میں نزول فرمایا اس دن دوشنبہ تھا ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ اور ایک قول پر ۱۲ رویں تاریخ تھی ،قباء میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء ،ضعفائے مسلمین حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے آ ملے ،حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبویہ کے بعد مکہ میں تین دن ہی ٹھہرے تھے۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اسلامی ماہ وسال کی تاریخ لکھنے کا حکم دیا اس کے بعد ہجرت سے تاریخ لکھی گئی اس سے پہلے ''عام فیل'' سے تاریخ لگاتے تھے۔

''مواہب اللدنیہ'' میں ہے:

''وأمر صلی اللہ علیہ وسلم بالتاریخ فکتب من حین الھجرۃ''

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم قباء میں بائیس دن ٹھہرے اور مسجد قباء تعمیر فرمائی پھر جمعہ کو دن چڑھے سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قباء سے روانہ ہوئے۔ ''محلۂ بنی سالم بن عوف'' میں جمعہ کا وقت ہو گیا وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ہمراہ مسلمانوں کو جمعہ کی نماز پڑھائی ان کی تعداد سو (۱۰۰) تھی اور نماز ''وادیٔ رانوناء'' کے بطن میں پڑھی گئی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ناقہ پر سوار ہو کر چلے ،تو جس گھر سے گزرتے اس کے لوگ درخواست کرتے کہ:

''حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) ہم میں نزول فرماتے۔''

آپ فرماتے:

''اس (اونٹنی) کا راستہ چھوڑ دو کہ یہ ناقہ اللہ کی طرف سے مامور ہے۔''

تو اونٹنی چلتے چلتے مسجد نبوی شریف کے دروازہ کی جگہ پر بیٹھ گئی ،پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو لئے اٹھی اور ابوایوب انصاری کے دروازہ پر جا بیٹھی ،پھر اٹھ کر پہلی جگہ بیٹھ کر آواز نکالی ،گویا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے اترنے کو عرض کرتی ہو ،تو حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم) اس سے اٹھے اور زمین پر تشریف لائے اور فرمایا:

''انشاء اللہ یہی اپنی منزل ہے''

اور مسلمانوں کی فرط وخوشی کا کیا عالم تھا اور مدینہ میں کیسی رونق تھی۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھئے...... وہ فرماتے ہیں:

"جب وہ دن آیا جس دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور مدینہ کی ہر شئے جگمگا اٹھی اور آپ کی آمد پر کمسن لڑکیاں چھتوں پر چڑھ گئیں اور ترانہ گاتی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ثنیۃ الوداع سے ہمارے اوپر چاند طلوع ہوا۔

وجب الشکر علینا ما دعا للّٰہ داع

ہم پر شکر خدا واجب ہے جب تک اللہ کی عبادت ہو۔

ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

اے وہ نبی جو ہم میں بھیجے گئے، آپ وہ فرمان لائے جس کی اطاعت بندگی۔"

انھیں حضرت انس سے مروی کہ:

"جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اونٹنی ابوایوب کے دروازہ پر بیٹھی بنو نجار کی ننھی سی بچیاں یہ گاتی باہر آئیں:

نحن جوار من بنی النجار یا حبذا محمد ﷺ من جار

ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں، محمد ﷺ کیا ہی بہترین ہمسائے ہیں۔"

اونٹنی کی جائے نزول مدینہ کے دو یتیموں کی زمین تھی جہاں وہ کھجوریں سکھاتے تھے اور وہ اسعد بن زرارہ کی آغوش تربیت میں پل رہے تھے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس جگہ کا سودا ان دونوں سے کیا وہ بولے ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ہبہ کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اسے بطور ہبہ قبول نہ فرمایا اور وہ جگہ ان دونوں سے دس (۱۰) دینار میں اس زمین کو خرید لیا اور قیمت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابوبکر کے مال سے ادا کی پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس میں اپنی مسجد شریف بنائی مسجد کی

چھت شاخہائے کھجور کی رکھی اور ستون پیڑوں کے تنوں کے رکھے اور مسجد کی بلندی قد آدم رکھی اور بیت المقدس کی طرف قبلہ مسجد رکھا پھر جب کعبہ قبلہ ہوا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قبلۂ مسجد کو کعبہ کی طرف پھیر دیا پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے لوگوں کی کثرت کے سبب اس میں توسیع فرمادی۔

پھر سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر مسجد میں لے کر اسے بڑھایا اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس سے وہ گھر مول مانگا تھا تو سیدنا عباس نے اسے مسلمانوں کے لئے مفت دیدیا پھر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسجد کو بڑھایا اور اسے پتھروں سے تعمیر فرمایا اور اس کے ستون پتھر کے رکھے اور چھت کو ساج (ساگون کی لکڑی) سے بنایا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اس جگہ میں جوان یتیموں سے خریدی تھی اپنی دونوں بیویوں حضرت عائشہ وحضرت سودہ کے لئے حجرے بھی تعمیر فرمائے اور باقی ازواج کے حجرے حسب ضرورت بعد میں تعمیر ہوئے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں سات ماہ قیام فرمایا اس مدت میں دونوں حجروں اور مسجد کی تعمیر انجام پا گئی۔

صحیح حدیث میں ہے کہ:

> ''صحابہ نے فرمایا ہم لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو دو اینٹیں اٹھاتے تو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور اپنے دست اقدس سے عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بدن سے مٹی جھاڑنے لگے اور فرماتے جاتے افسوس کہ عمار کو باغی جماعت قتل کرے گی یہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ لوگ انہیں دوزخ کی طرف بلاتے ہوں گے اور عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہتے جاتے کہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں فتنوں سے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم صحابۂ کرام کے ساتھ پتھر کی چٹانیں شانۂ اقدس پر اٹھاتے اور یہ شعر پڑھتے:

اللھم لاخیر الاخیر الآخرہ فانصر الانصار والمھاجرہ

اے اللہ خیر نہیں مگر آخرت کی خیر، تو انصار اور مہاجرین کی مدد فرما۔"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کی اس پیشن گوئی کا مصداق "جنگ صفین" میں ظاہر ہوا جب سیدنا عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے، یہ معرکہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ہوا، حدیث مذکورہ سے حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت اور حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمواؤں کا برحق اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ساتھی صحابہ کا خاطی ہونا ظاہر ہے مگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے رفقاء صحابہ کرام کی خطاء اجتہادی تھی اور مجتہد اپنی خطاء پر بھی اجر کا مستحق ہے اس پر طعن وتشنیع جائز نہیں یہی اہل سنت کا عقیدہ ہے اور بکثرت آیات و احادیث اس عقیدے کی مؤید ہیں۔

روایت آئی کہ مدینہ کی آب وہوا ناسازگار تھی اور بخار کی وباء کے لئے یہ شہر مشہور تھا، تو جب کوئی اجنبی مدینہ میں آتا اس سے کہا جاتا اگر بخار سے عافیت چاہو تو گدھے کی سی آواز نکالو وہ گدھے کی آواز نکالتا تو بخار سے محفوظ رہتا، تو مہاجرین کو بھی ہوائے مدینہ راس نہ آئی اور بہت سے بیمار ہوئے اور کمزور پڑ گئے۔ ان میں حضرت ابوبکر و بلال و عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے۔ ان کا ضعف اس درجہ بڑھا کہ مسلمان کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کے قابل نہ رہے تو مشرکین ومنافقین خوش ہوتے اور یہ کہتے کہ "یثرب" کے بخار نے انھیں کمزور کردیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ: "جب یہ عالم ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے حضور آئی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کو ساری حالت بتائی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی کہ:

"اللّٰھم حبب الینا المدینۃ کحبنا مکۃ أو أشد اللّٰھم بارک لنا فی صاعنا ومدنا و صححھا وانقل حماھا الی الجحفۃ"

یعنی: اے اللہ! ہمارے لئے مدینہ کو اتنا ہی محبوب کردے جتنا ہمیں مکہ محبوب ہے بلکہ اس سے زیادہ محبوب فرمادے اور اس کو صحت بخش فرمادے اور اس کے پیمانے میں ہمارے لئے برکت فرما اور اس کے بخار کو منتقل فرما اور اسے مقام جحفہ میں رکھ دے۔"

امام قسطلانی" نے فرمایا:

"جحفہ اس وقت یہود کا مسکن تھا اور اب مصریوں کا میقات ہے جہاں احرام باندھتے ہیں، حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی اس دعا سے کافروں کے لئے بیماری اور ہلاکت کی دعا کا جواز ثابت ہوا اور یہ جو مشہور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے کافروں کے لئے بھی بددعا نہ فرمائی، غلط اور بے دینوں، گمراہوں کو فریب ہے۔ اس دعا سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا عظیم معجزہ ظاہر ہوا۔

چنانچہ مدینہ کی ہوا صحت بخش ہوگئی اور مدینہ طیبہ مسلمانوں کو ہر زمانہ میں اپنے وطن سے زیادہ محبوب ہوگیا۔ اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا فرمائی کہ:

"اے اللہ! مجھے اپنے راستہ میں شہادت اور اپنے رسول علیہ الصلوۃ والسلام کے شہر میں موت نصیب فرما۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں، چنانچہ "فیروز نصرانی" کے ہاتھوں آپ مدینے میں شہید ہوئے۔ اور "جحفہ" اس دن سے ایسا ہوگیا کہ کوئی اس کا پانی پی لے تو بخار آجائے اور اس کی فضا سے چڑیا گزرے تو بخار میں مبتلا ہو کر گر پڑے۔

پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے اپنی آمد کے ۸/ماہ بعد مہاجرین وانصار کے درمیان عقد مواخات (بھائی چارہ کا عقد) فرمایا، جس کے سبب نصرت حق اور ہمدردی و مساوات میں اور ایک دوسرے سے میراث پانے کے حق میں مہاجرین وانصار آپس میں بھائی بھائی قرار پائے۔ یہی وجہ تھی کہ مہاجرین کرام سے انصار کرام نے غایت ہمدردی و

نہایت درجہ مساوات کا سلوک کیا یہاں تک کہ حضرت سعد بن الربیع انصاری نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو اپنے نصف مال کی پیشکش کی اور ان کی دو بیویاں تھی تو انہوں نے اپنے مہاجر بھائی عبدالرحمٰن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے فرمایا کہ آپ ان میں سے کوئی اختیار کر لیں کہ میں اسے طلاق دے دوں اور آپ اس سے شادی کر لیں۔

زرقانی (متوفی:۱۱۲۲ھ) نے کعب، ابوداؤد و ترمذی نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ:

''ہم نے اپنا یہ حال دیکھا کہ مسلمان آدمی اپنے دینار کا اپنے مہاجر بھائی سے زیادہ حق دار نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کے اس عقد مبارک کو اس درجہ مؤید فرمایا کہ مہاجرین وانصار کو ایک دوسرے کے قرابت داروں کے ہوتے ہوئے وارث ٹھہرایا۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَالَّذِیْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓىٕكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ " (سورۂ انفال، پارہ10، آیت72)

یعنی: ''بیشک جو ایمان لائے اور اللہ کے لئے گھر بار چھوڑے اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے لڑے اور وہ جنہوں نے جگہ دی اور مدد کی وہ ایک دوسرے کے وارث ہیں۔'' (کنزالایمان)

یہ حکم توارث جاری رہا یہاں تک کہ جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے اسے اس آیت کریمہ:

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (سورۂ انفال، پارہ10، آیت75)

یعنی: ''رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔'' (کنزالایمان)

سے منسوخ فرمادیا۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے اور وہ یہ ہے کہ ممکن ہے کہ کوئی یہ سوال کرے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے جو مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہیں وصال فرمایا اس میں کون سی حکمت الٰہی پوشیدہ ہے اسکا جواب علامہ قسطلانی نے ''مواهب اللدنیه'' میں یوں تحریر فرمایا کہ:

''فان قلت ماالحكمةفي هجرتهﷺالى المدينه واقامته بها الى أن انتقل الى ربه عزوجل،اجيب بأن حكمة الله تعالى قداقتضت انه ﷺ تتشرف به الاشياء لأنه يتشرف بها فلو بقي ﷺ في مكة الى انتقاله الى ربه لكان يتوهم انه قد تشرف بمكة اذأن شرفها قدسبق بالخليل واسماعيل فأراد الله تعالى أن يظهر شرفه ﷺ فأمره بالهجرةالى المدينه.

یعنی حکمت الٰہیہ کا تقاضہ یہ ہوا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم سے امکنہ {مکان کی جمع} مشرف ہوں نہ کہ حضور علیہ السلام ان سے مشرف ہوں تو اگر حضور علیہ السلام اپنی حیات ظاہری میں مکہ میں رہتے تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مکہ سے شرف ملا کہ شرف مکہ تو ابراھیم واسمٰعیل علیہما السلام کے سبب ثابت ہو ہی چکا تھا تو منشاء ایزدی ہوا کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم کا شرف ظاہر فرمائے تو انہیں حکم دیا کہ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائیں۔''

''زرقانی (متوفی:۱۱۲۲ھ)'' نے فرمایا:

''ولذالم تكن الى الارض المقدسة مع أنهاأرض المحشرو المنشروموضع أكثر الانبياء لئلايتوهم ماذكر أيضا (فلماهاجر

الیھا تشرفت بہ) **لحوله فيها وقبره بها** (حتی وقع الاجماع) **كما حكاه قاضي عياض والباجي وابن عساكر** (علی أن أفضل البقاع الموضع الذی ضم أعضاءہ الکریمۃ صلوات اللہ وسلامہ علیہ)

یعنی اسی لئے شام کی مقدس سرزمین کی طرف ہجرت واقع نہ ہوئی حالانکہ وہ زمین حشر ونشر کی اور اکثر انبیاء کرام کی جلوہ گاہ ہے کہ یہاں بھی وہم ہوتا تو جب حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے مدینہ ہجرت فرمائی تو مدینہ کو حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے شرف ملا یہاں تک کہ اس امر پر اجماع واقع ہوا کہ تمام مواضع میں افضل وہ قطعۂ زمین ہے جہاں حضور علیہ الصلوۃ والسلام کا جسد اطہر ہے۔"

"زرقانی (متوفی ۱۱۲۲ھ)" نے مزید فرمایا کہ:

"حتى من الكعبة لحلوله فيه بل نقل التاج السبكي عن ابن عقيل الحنبلي أنه أفضل من العرش وصرح الفاكهاني بتفضيله على السموت بل قال البرماوي الحق ان مواضع أجساد الانبياء وأرواحهم أشرف من كل ماسواها من الارض والسماء.

یعنی وہ جگہ کعبہ سے بھی افضل ہے اور علامہ فاکھانی نے تمام آسمانوں پر اس کی فضیلت کی صراحت کی ہے اور برماوی نے کہا حق یہ ہے کہ جو کچھ بھی اس کے علاوہ ہے سب سے افضل واشرف ہے۔"

اقول: جب مدینہ منورہ کی یہ خصوصیت ہے تو اس لحاظ سے مدینہ منورہ کو مکہ معظمہ پر فضیلت ثابت ہوئی۔ واللہ تعالیٰ اعلم

طیبہ نہ سہی افضل ، مکہ ہی بڑا زاہد
ہم عشق کے بندے ہیں کیوں بات بڑھائی ہے

(اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆ ☆ مقتت ☆ ☆